تحقیق وتنقید

طلبِ علم سے متعلق ایک روایت کی تحقیق

مولانا غازی عزیر

مشہور روایت ہے:۔

أطلبوا العلم ولو بالصين، فإن طلب العلم فريضة على كل مسلم	علم حاصل کرو خواہ چین میں ہو، کیونکہ علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

اس روایت کو امام ابوالفرج ابن الجوزیؒ نے "حسن بن عطیہ عن ابی عاتکہ عن انسؓ" کے طریق سے یوں ذکر فرمایا ہے۔

أنبانا محمد بن ناصر قال انبانا محمد بن علی بن میمون قال انبانا محمد بن علی الحلوی قال آنبانا علی بن محمد بن بیان قال حدثنا احمد بن خالد الدھبی قال حدثنا محمد بن علی بن حبیب قال حدثنا العباس بن اسماعیل قال حدثنا الحسن بن عطیة الکوفی عن ابی عاتکة عن انسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: "اطلبوا العلم ولو بالصین"۔[1]

حسن بن عطیہ ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔ حدثنا ابو عاتکہ عن انس بن مالکؓ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم"۔[2]

امام ابن الجوزیؒ کے علاوہ اس روایت کو ابونعیم اصبہانی[3]، ابن عبدالبرؒ[4]، خطیب بغدادیؒ[5]۔ ضیاء مقدسیؒ[6]، ابن علیک نیشاپوریؒ[7]، ابن عدیؒ[8] اور ابوالقاسم قشیریؒ[9] وغیرہ نے بھی "حسن بن عطیہ الکوفی ثنا ابو عاتکہ طریف بن سلمان عن انسؓ" کی سند مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بعض روایات میں صرف "اطلبوا العلم ولو بالصین" اور بعض میں "فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم" کے الفاظ کا اضافہ اور بعض میں صرف "طلب العلم فریضة علی کل مسلم"

---

[1] "موضوعات" لامام ابن الجوزیؒ، کتاب العلم ج ۱ ص ۲۱۵ مکتبة السلفیہ بالمدینة المنورہ ۱۳۸۶ھ [2] ایضاً [3] اخبار الاصبہان" لابی نعیم اصبہانیؒ ج ۲ ص ۱۰۶ طبع لیدن ۱۹۳۲ء [4] "جامع بیان العلم" لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۷-۸ طبع مکتبة العلمیة بالمدینة المنورہ [5] "تاریخ" للخطیب بغدادیؒ ج ۹ ص ۳۶۴ طبع بیروت "وکتاب الرحلة" للخطیبؒ ج ۱ ص ۲ [6] "منتقی من مسموعاتہ بمرو" للحافظ ضیاء مقدسیؒ ج ۱ ص ۲۸ [7] "فوائد" لابن علیک نیشاپوریؒ ج ۲ ص ۲۴۱ [8] ابن عدی ج ۲ ص ۲۰۷ [9] "اربعین" لابی القاسم قشیریؒ ج ۲ ص ۱۵۱ [10] ابن عدی ج ۲ ص ۲۰۷

اس روایت کے نصف اول یعنی" اطلبوا العلم ولوبالصین" کے متعلق ابن عدی فرماتے ہیں:

"مجھے علم نہیں کہ حسن بن عطیہ کے علاوہ کسی اور نے 'ولوبالصین' (خواہ چین میں ہو) کا قول روایت کیا ہو۔"[1]

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: "اطلبوا العلم ولوبالصین" حسن بن عطیہ کے علاوہ کسی دوسرے سے مروی نہیں ہے"[2] نیز "اس بات کو حاکم نے بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ ابن المحب نے ان سے نقل کیا ہے"[3]

امام ابن جوزیؒ نے بھی حاکم نیشاپوری کی اس تحقیق کو نقل فرمایا ہے: "حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری کا قول ہے کہ اس میں حسن بن عطیہ کا تفرد ہے"[4]

حاکم نیشاپوری کی اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "یہ قول حاکم کی تحریف ہے کیونکہ یہی روایت حسن بن عطیہ کے علاوہ دوسرے طریق اسناد کے ساتھ بھی مروی ہے"[5]

ابنا نا به عبدالوهاب بن المبارك قال...... حدثنا حماد بن خالد الخياط قال حدثنا طريف بن سليمان ابو عاتكه قال سمعت انس بن مالكؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اطلبوا العلم ولوبالصين فان طلب العلم فريضة على كل مسلم"[6]

امام عقیلیؒ نے بھی روایت کے اس دوسرے طریق کی تخریج حماد سے یوں کی ہے: "عن حماد بن خالد الخياط قال حدثنا طريف بن سليمان به الخ"[7]

اورساتھ ہی یہ حکم لگایا ہے: "ولوبالصین" کے الفاظ ابوعاتکہ کی روایت کے علاوہ کسی اور سے محفوظ نہیں ہیں لیکن وہ متروک الحدیث ہے نیز 'فريضة على كل مسلم' کی روایت میں بھی کسی قدر ضعف پایا جاتا ہے"[8]

اس روایت کے ہر دو طریق کے دو مشہور راویوں یعنی حسن بن عطیہ الکوفی اور ابوعاتکہ طریف بن سلیمان کے متعلق امام ابن جوزی فرماتے ہیں: "حسن بن عطیہ کی ابوحاتم رازیؒ نے تضعیف کی ہے اور ابوعاتکہ کے متعلق امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے"[9]

امام بخاری کی طرح ابوعاتکہ کی تضعیف اور محدثین نے بھی کی ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں "ليس بثقة" (یعنی ثقہ نہیں ہے)' امام عقیلیؒ نے اس کے بارے میں "متروک الحدیث" اور ابوحاتم رازی نے "ذاہب الحدیث" ہونے کا حکم لگایا ہے جیسا کہ اُن کے فرزند نے اپنے والد سے نقل کیا ہے[10] علامہ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "ابوعاتکہ حدیث کی آفت ہے اس کی تضعیف پر اتفاق ہے"[11]

---

[1] ابن عدی ج ۲ ص ۲۰۷ [2] تاریخ للخطیب البغدادیؒ ج ۹ ص ۳۶۴ [3] حاشیہ لفوائد [4] موضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۱۵ [5] ایضاً [6] ایضاً [7] کتاب الضعفاء للعقیلیؒ ص ۱۹۶ [8] ایضاً [9] موضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۱۶ [10] ایضاً ج ۲-۱ ص ۴۹۲ [11] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للشیخ محمد ناصر الدین البانی ج ۱ ص ۴۱۳ طبع المکتب الاسلامی ۱۳۹۸ھ

البينة على من ادعى واليمين على من انكر ☆ گواہ لانا مدعی کے ذمہ اور قسم منکرِ دعوی کے ذمہ ہے۔

امام ابن الجوزی نے اس روایت کو اپنی مشہور کتاب "الموضوعات" میں درج کیا ہے لہٰذا یہ قابل التفات نہیں ہے امام ابن الجوزی کی اصطلاح میں موضوع وہ حدیث ہے جس کے بطلان پر دلیل قائم ہوجائے[1]. امام ابن جوزی نے جن احادیث کو موضوع قرار دیا ہے ان میں سے بعض کو اہل علم کی ایک جماعت نے موضوع نہیں تسلیم کیا لیکن بقول علامہ ابن تیمیہؒ: "حق یہ ہے کہ موضوعات کے باب میں ابن الجوزیؒ کی بیشتر رائیں باتفاق علماء صحیح ہیں"[2] بہرحال اس روایت کو "موضوعات" میں درج کرنے کے بعد امام ابن الجوزی فرماتے ہیں: "اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے"[3]

علامہ ابن قدامہؒ الدوریؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ: "انھوں نے یحییٰ بن معین سے ابو عاتکہ کی اس روایت کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا"[4] اور امام مروزیؒ سے روایت ہے کہ: "ابوعبداللہ یعنی امام احمد نے اس حدیث کو بیان کرکے اس کا شدید انکار فرمایا" ابن حبانؒ کا قول ہے کہ یہ حدیث باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں[5] علامہ شمس الدین سخاویؒ نے اس قول کو "المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ"[6] میں ترجیحاً نقل کیا ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی بھی اس حدیث پر "باطل" ہونے کا حکم لگاتے ہیں[7] لیکن جلال الدین سیوطیؒ نے "اللآلی المصنوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" میں امام ابن الجوزیؒ کے ابن حبانؒ سے نقل کردہ قول پر تعقب کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے:

"یہ روایت اور دوسرے دو طریق سے وارد ہوئی ہے: (۱) یعقوب بن اسحاق ابراہیم عسقلانی کی مرفوع روایت بسند عن زہری عن انسؓ جسے حافظ ابن عبدالبرؒ نے روایت کیا ہے اور (۲) احمد بن عبداللہ الجویباری کی مرفوع روایت بسند عن ابی ہریرۃؓ جس میں روایت کا صرف نصف اول یعنی "اطلبوا العلم ولو بالصین" مروی ہے"[8]

اس تعقب کی چند چیزیں محل نظر ہیں مثلاً اول الذکر طریق اسناد میں یعقوب نامی راوی موجود ہے جو بقول امام ذہبیؒ: "کذاب" ہے۔ یعقوب کی تکذیب کے بعد امام ذہبی نے اس کی روایت کی ہوئی بعض دوسری باطل روایات کا بھی تذکرہ کیا ہے جو اس نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی ہیں مثلاً من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً" وغیرہ[9] اور آخر الذکر طریق اسناد میں ایک راوی احمد بن عبداللہ نیشاپوری الجویباری ہے جس

[1] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۲۱۵-۲۱۶ [2] اردو ترجمہ الوسیلہ للشیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ص ۱۳۹ طبع لاہور ۱۹۷۶ء [3] موضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۱۶ [4] منتخب لابن قدامہ ج ۱ ص ۱۹۹ [5] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۲۱۶ [6] مقاصد الحسنہ للسخاویؒ ص ۶۳ طبع المکتبۃ الخانجی بمصر ۱۳۷۵ھ [7] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۴۱۳ [8] اللآلی للسیوطیؒ ج ۱ ص ۱۹۳ (مختصراً) طبع المکتبۃ التجاریۃ بمصر [9] میزان الاعتدال للذہبیؒ: ترجمہ یعقوب بن اسحاق طبع دار احیاء الکتب العربیہ ۱۳۸۲ھ

کے متعلق امام ابن الجوزیؒ نے مقدمۂ موضوعات میں[1] "انہ من کبار الوضاعین" یعنی وہ بڑے گھڑنے والوں میں سے ہے، لکھا ہے نیز اس راوی کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطیؒ خود فرماتے ہیں جویباری وضاع ہے۔ اس سے واضح ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا یہ تعقب حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

صاحب "التعقبات علی الموضوعات" فرماتے ہیں: "اس روایت کی تخریج ابو عاتکہ کے طریق سے امام بیہقی نے 'شعب الایمان' میں کی ہے اور اس پر یہ حکم لگایا ہے "متنہ مشہور واسنادہ ضعیف" یعنی اس کا متن مشہور اور اسناد ضعیف ہیں۔ ابو عاتکہ امام ترمذیؒ کے رجال میں سے ایک ہے جس پر انھوں نے کذب یا تہمت کی کوئی جرح نہیں کی ہے۔ ابو عاتکہ کی حضرت انس سے روایت میں متابعت موجود ہے۔ (حافظ) ابو یعلی الموصلی اور (حافظ) ابن عبدالبر رحمہم اللہ نے 'جامع بیان العلم' میں کثیر بن شنظیر عن ابن سیرین عن انسؓ" کے طریق سے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ (حافظ) ابن عبدالبرؒ نے ایک اور طریق یعنی "عبید بن محمد الفریابی عن سفیان بن عیینہ عن الزہری عن انسؓ" سے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔ روایت کے نصف ثانی کی امام ابن ماجہؒ نے بھی تخریج کی ہے جس کے بہت کثیر طرق اسناد حضرت انس سے مروی ہیں، حافظ مزی فرماتے ہیں: ان روایات کا مجموعہ مرتبۂ حسن تک پہنچتا ہے۔ امام بیہقیؒ نے 'شعب الایمان' میں 'عن انسؓ' اس کو چار طرق سے اور 'عن ابی سعید الخدریؓ' کی حدیث سے روایت کیا ہے"[2]۔

اس تعقب کی بھی بہت سی چیزیں محلِ نظر ہیں جن کا علمی جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) امام بیہقیؒ کا قول 'شعب الایمان' کے حوالہ سے جو اوپر نقل کیا گیا ہے یعنی "متنہ مشہور واسنادہ ضعیف وقد روی من اوجہ کلہا ضعیف"[3]، تو آپ کا یہ قول روایت کے نصف ثانی سے متعلق ہے، نصف اول کے متعلق نہیں ہے۔

(۲) جہاں تک ابو عاتکہ کے امام ترمذیؒ کے رجال میں سے ہونے اور اس پر کذب یا کسی دوسری تہمت کی جرح نہ کیے جانے کا تعلق ہے تو وہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ابو عاتکہ کی تضعیف میں کبار محدثین اور مشہور ائمۂ رجال (مثلاً امام بخاریؒ، امام نسائیؒ، امام عقیلیؒ، امام ابو حاتم رازیؒ اور امام ابن الجوزیؒ وغیرہ) کے بہت سے اقوال منقول ہیں جن میں سے چند پہلے ہی نقل کیے جا چکے ہیں۔

(۳) کثیر بن شنظیر کی روایت جو 'جامع بیان العلم'[4] میں 'عن ابن سیرینؒ عن انسؓ' کے طریق سے اوپر بیان کی گئی ہے اس کو سہمیؒ نے تاریخ جرجان[5] میں اور ذہبیؒ نے[6] اپنی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن ان

---

[1] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۲۲۷ [2] تعقبات علی الموضوعات ص ۷ [3] کذا فی المقاصد الحسنہ للسخاویؒ ص ۲۷۵
[4] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۹ [5] تاریخ جرجان للسہمیؒ ص ۲۷۵ طبع حیدرآباد دکن [6] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۲۰۶۔

تمام کتب میں ابن ماجہؒ کی روایت کی طرح فقط روایت کا نصف ثانی موجود ہے، نصف اول تلاش بسیار کے باوجود کہیں نہیں مل سکا۔

(۴) حافظ ابویعلی الموصلیؒ کی روایت میں بھی روایت کا نصف اول انتہائی تلاش کے باوجود نہ مل سکا اور بقول علامہ جلال الدین سیوطیؒ کہ اگر موجود ہوتا تو اسے علامہ ہیثمیؒ نے "المجمع الزوائد" میں ضرور جمع کیا ہوتا جو کہ نہیں ہے۔ نیز کثیر بن شنظیر کے متعلق علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ: یحییٰ کا قول ہے: "لیس بشیٔ"[۱] کثیر بن شنظیر کے علاوہ اس طریق اسناد میں اور بھی کئی مجروح رواۃ ہیں جن کا ذکر انشاءاللہ تفصیل کے ساتھ آگے کیا جائے گا۔ پس واضح ہوا کہ فن اسماء الرجال کی کسوٹی پر یہ طریق بھی کھرا نہیں اترتا۔

(۵) حافظ ابن عبدالبرؒ کی "زہری عن انسؓ" والی روایت دو طریق سے وارد ہوئی ہے جس کے پہلے طریق میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جسے امام ذہبیؒ نے "ضعفاء" میں شمار کیا ہے اور امام ابن الجوزیؒ نے بھی اسے "ضعیف بتایا ہے"[۲] ابن عیاش کے متعلق مشہور ہے کہ ایسی روایات جو وہ غیر شامیوں سے روایت کرتا ہے ان میں (یقیناً) ضعف پایا جاتا ہے[۳] اور چونکہ زیر نظر روایت میں بھی وہ ایک غیر شامی (یونس بن یزید جو اہل مصر میں سے تھے) سے روایت کرتا ہے اس لیے اس میں بھی ضعف ہے۔ اسماعیل بن عیاش کے علاوہ اس طریقِ اسناد میں ایسے اور کئی رواۃ موجود ہیں جو محدثین کے نزدیک مجروح قرار پائے ہیں۔

"زہری عن انسؓ" کی دوسری روایت میں عبید بن محمد الفریابی راوی "مجہول" ہے۔ اس کی جہالت کی طرف علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ابتداءً سند نقل کرتے ہوئے خود اشارہ فرمایا ہے[۴] پس اس طریق کو صحیح و سالم تصور کرنا محض واہمہ ہے۔

صاحب 'التعقبات علی الموضوعات' کا یہ قول کہ: "اس روایت کے طرقِ اسناد بہت ہیں..." تو اس سے مراد محض روایت کا نصف ثانی ہے جیسا کہ کتبِ احادیث کے مطالعہ اور خود صاحب "التعقبات" کے کلام سے ظاہر ہے۔ یہاں البتہ علامہ مناویؒ اس غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں کہ اس سے مراد پوری روایت ہے چنانچہ اپنی شرح میں ابن حبانؒ کے اس روایت کے "ابطال" اور امام ابن الجوزیؒ کے "موضوع ہونے کے احکام نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"اب ہم علامہ مزیؒ کا قول پیش کرتے ہیں: اس روایت کے کئی طرق ہیں جن کا مجموعہ درجۂ حسن

---

[۱] العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳ طبع لاہور۔ [۲] العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۶ [۳] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۱۰۴ و ج ۲ ص ۱۰۲، ۱۲۱، ۲۶۴ [۴] اللآلی للسیوطی۔

☆ جس نے قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی اسے اس سے محرومی کی سزا دی جائے گی ☆

تک پہنچتا ہے اور علامہ ذہبیؒ کا قول "تلخیص الواہیات" میں اس طرح درج ہے کہ: متعدد واہیات طرق سے یہ روایت وارد ہوئی ہے لیکن اس کے بعض طرق صالح ہیں"۔

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی علامہ مناویؒ، علامہ مزیؒ اور علامہ ذہبیؒ کے مندرجہ بالا اقوال کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "حق بات یہ ہے کہ علامہ مناویؒ کا یہ محض وہم و گمان ہے کیونکہ علامہ مزیؒ کی مراد روایت کے فقط نصف ثانی سے ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے سابقہ کلام سے ظاہر ہے اور اسی روایت کے نصف ثانی کو علامہ ذہبیؒ نے "تلخیص الواہیات" میں بھی مراد لیا ہے (جس کا علامہ مناویؒ نے اوپر حوالہ نقل کیا ہے) جس کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے[1]"۔

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی مزید یہ فرماتے ہیں کہ: "روایت زیر نظر کے نصف اول کے متعلق ابن حبان اور ابن الجوزیؒ نے جو حکم لگایا وہ برحق ہے کیونکہ ایسا کوئی صالح طریق اسناد موجود نہیں ہے جو اس کی صحت کو تقویت دے سکتا ہو لیکن روایت کے نصف ثانی کا بقول علامہ مزیؒ درجۂ حسن تک پہنچنے کا احتمال ہے کیونکہ حضرت انسؓ سے مروی اس کے بہت سے طرق وارد ہوئے ہیں" جن میں سے آں محترم کو صرف آٹھ طرق مل سکے ہیں۔ حضرت انسؓ کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت جن میں ابن عمرؓ و ابو سعیدؓ و ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و علیؓ ہیں، نے بھی اس نصف ثانی کو روایت کیا ہے۔ علامہ محترم کو بقیہ طرق اسناد کی تلاش ہے تاکہ ان پر تحقیق کر کے صحت یا تحسین یا تضعیف کا حکم لگا سکیں[2]۔

اوپر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے علامہ مناویؒ، علامہ مزی اور علامہ ذہبی کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے اس نصف ثانی روایت کے بعض طرق کے صالح ہونے یا اُن کے مجموعہ کا درجۂ حسن تک پہنچنے کی تائید یا کم از کم اُن کے درجۂ حسن تک پہنچنے کے احتمال کا جو اظہار فرمایا ہے وہ قطعاً حقیقت و انصاف کے منافی ہے جس کا تفصیلی جائزہ ان شاء اللہ ذیل میں پیش کیا جائے گا۔ و باللہ التوفیق۔

حضرت انسؓ سے اس روایت (نصف ثانی) کے سولہ طرق وارد ہوئے ہیں جو اس طرح ہیں:

طریق اوّل: انا علی بن عبید اللہ و محمد بن عبد الباقی قالا انا خبرنا الصریفینی.... قال نا رواد بن الجراح عن عبد القدوس عن حماد عن ابراہیم قال: لم أسمع من انس الاحدیثا عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"۔ (ذکرہ ابن عبد البر والبیہقی والسخاوی وابن الجوزیؒ[3])

یہ حدیث قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ اس طریق اسناد میں ایک راوی عبد القدوس ابن حبیب دمشقی ہے جو

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ لناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۶۰۱ [2] ایضاً [3] جامع بیان العلم لابن عبد البر ج ۱ ص ۸، البیہقی، والمقاصد الحسنۃ للسخاوی ص ۲۷۶ والعلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۷-۵۸

کذاب ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے عبدالقدوس کو 'متروک' قرار دیا ہے، ابن حبانؒ نے تصریح کی ہے کہ 'انہ کان یضع الحدیث' یعنی وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا، عبدالرزاقؒ کا قول ہے کہ 'میں نے ابن مبارکؒ کو عبدالقدوس کے علاوہ کسی اور کو 'کذاب' کہتے نہیں سنا'[1] اس طریق میں عبدالقدوس راوی کا تابع ابراہیم بن سلام بھی بزارؒ کے نزدیک 'مجہول' ہے[2]

طریق دوم: انا عبداللہ بن محمد الخطیبی — حین قدم علینا — قال نا عبدالرزاق بن عمر بن شمہ ..... قال حدثنا عثمان بن عبدالرحمٰن الزہری قال نا حماد بن ابی سلیمان عن شقیق عن ابن مسعود قال المقری: ونا محمد بن نصیر قال انا اسماعیل بن عمرو البجلی قال نا حفص بن سلیمان عن کثیر بن شنظیر عن ابن سیرین عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: 'طلب العلم.... الخ.... (ذکرہ ابن عبدالبرؒ والسہمیؒ والذہبیؒ وابن الجوزیؒ)[3]

یہ طریق اسناد بھی نہایت کمزور ہے کیونکہ اس طریق کے بعض رواۃ کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: 'راوی عثمان بن عبدالرحمٰن الزہری کے متعلق یحییٰ کا قول ہے: 'کان یکذب' اور ابن حبانؒ کا قول ہے: 'کان یروی عن الثقات الموضوعات' یعنی ثقہ راویوں سے گھڑی ہوئی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ حفص بن سلیمان کے متعلق امام احمدؒ کا قول ہے: 'وہ متروک الحدیث ہے'، اس طریق کا ایک اور راوی اسماعیل بن عمرو البجلی ہے جو 'ضعیف' ہے'[4] علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کثیر بن شنظیر کے متعلق 'صدوق یخطی' کا قول اختیار کیا ہے[5] لیکن حق یہ ہے کہ امام ابن الجوزیؒ کی رائے زیادہ قوی اور راجح ہے۔

طریق سوم: انا علی بن عبداللہ ..... نا حجاج بن نصر قال نا المثنی بن دینار الجہضمی عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: 'طلب العلم....' الخ (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[6]

یہ روایت بھی قوی الاسناد نہیں ہے کیونکہ امام ابن الجوزی اس طریق کے ایک راوی مثنی بن دینار کے متعلق امام عقیلی کا قول نقل کرتے ہیں کہ: 'فی حدیثہ نظر'[7]

طریق چہارم: ..... نا عبید بن محمد الفریابی عن سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: 'طلب العلم.... الخ' (ذکرہ ابن عبدالبرؒ)[8]

---

[1] کذا فی سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ لناصر الدین الالبانی ج ۱ ص ۳۰۶ [2] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۳۶

[3] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۹ وتاریخ جرجان للسہمیؒ ص ۲۷۵ والذہبی ج ۲ ص ۲۰۶ والعلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۵۹۔

[4] ایضاً ج ۱ ص ۶۲ [5] تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ: ترجمہ کثیر بن شنظیر [6] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۵۸

[7] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳ و میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۴۳۵۔ [8] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۹

☆ الیقین لا یزول بالشک ☆ (فقہی ضابطہ)

اس طریق میں عبید بن محمد الفریابی راوی "مجہول" ہے اس راوی کی "جہالت" کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے پوری سند نقل کرتے ہوئے ابتدائً خود اشارہ فرمایا ہے[۱]

طریق پنجم: اخبرنا محمد بن عبد الملک بن خیرون.... قال نا الحسن بن عرفۃ قال نا عبد اللہ بن خراش عن العوام بن حوشب عن ابراھیم التیمی عن انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم...." الخ (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[۲]

یہ روایت بھی صحیح ثابت نہیں ہے کیونکہ اس طریق کا ایک راوی عبد اللہ بن خراش ہے۔ جسے ابن حبان نے "ضعیف" کہا ہے[۳] امام ابن الجوزی عبد اللہ بن خراش کے متعلق ابوزرعہؒ کا قول نقل فرماتے ہیں "لیس بشیٔ"[۴] اس طریقِ روایت میں ایک راوی ابراہیم التیمی بھی ہے جس کے متعلق اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ وہ عند البزار "مجہول" ہے[۵]

طریق ششم: انا ابو منصور القزاز..... حدثنا میمون بن زید ابو ابراھیم قال نا زیاد بن میمون عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم" (ذکرہ الخطیبؒ وابن عبد البرؒ وابونعیمؒ عن طریق زیاد واوردہ الذہبیؒ والابن الجوزیؒ)[۶]

یہ طریق بھی مجروح راوی سے پاک نہیں ہے چنانچہ زیاد بن میمون کے بارے میں کہا گیا ہے: "وکان یکذب عن انس"[۷] اور زیاد بن میمون کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: یزید بن ہارونؒ کا قول ہے: "کان کذابا" اور یحییٰؒ کا قول ہے: "لا یساوی قلیلا ولا کثیرا"[۸]

طریق ہفتم:.... قال المقریٔ: ونا ابو عمران الخولانی قال نا اسماعیل بن عیاش عن یونس بن یزید الایلی عن الزھری عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم...." الخ (ذکرہ ابن عبد البر والابن الجوزیؒ)[۹]

اس روایت کے غیر صحیح ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کا ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس کے ضعف کا تفصیلی ذکر آچکا ہے۔

طریق ہشتم: اخبرنا القزاز قال اخبرنا...... قال نا عمران بن عبد اللہ

---

[۱] اللآلی للسیوطیؒ [۲] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۸ [۳] کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۲۸۳ [۴] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲ [۵] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۳۶ [۶] جامع بیان العلم لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۸ واخبار الاصبہان لابی نعیم الاصبہانیؒ ج ۱ ص ۵۲ ومیزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۹۵ وذکرہ الخطیبؒ ج ۷ ص ۱۵۶ والعلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۰ [۷] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۸۸ [۸] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵ [۹] جامع بیان العلم لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۹ والعلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۹

میسرۃ بن عبد اللہ عن موسیٰ بن جابان عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "طلب العلم..... الخ" (ذکرہ الخطیب و ابن الجوزی[1])

اس طریق میں راوی میسرۃ بن عبداللہ غالباً میسرۃ بن عبدربہ ہے جس نے موسیٰ بن جابان سے روایت کی ہے، جیسا کہ خطیب بغدادیؒ نے صراحت کی ہے[2]۔ علامہ ذہبیؒ کا قول ہے کہ میسرۃ بن عبدربہ مشہور کذاب ہے[3]۔ خطیب بغدادیؒ کے نزدیک میسرہ بن عبدربہ "متروک" ہے[4]۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "ھو متھم لابورک فیہ[5]"۔ اس طریق کے دوسرے راوی عمران بن عبداللہ کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "عمران کو ضعیف بتایا گیا ہے"[6]۔ پس واضح ہوا کہ یہ روایت بھی ناقابلِ اعتماد ہے۔

طریق نہم: نا ابوسعید الزوزنی..... قال نا یحییٰ بن حسان عن سلیمان بن قرم عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم.... الخ" (ذکرہ ابن عبدالبرؒ و ابن الجوزیؒ[7])

یہ روایت بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس طریق میں ایک راوی سلیمان بن قرم ہے جس کے متعلق یحییٰ کا قول ہے: "لیس بشیء" امام ابن الجوزیؒ نے بھی یحییٰ کے اس قول کو اختیار کیا ہے[8]۔

طریق دھم: انا ھبۃ اللہ بن احمد الحریری..... قال نا احمد بن عبد اللہ بن ابی الحناجر قال نا موسیٰ بن داؤد قال نا حماد بن سلمۃ عن قتادۃ عن انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم.... الخ" (ذکرہ ابن الجوزیؒ[9])

یہ طریق اسناد بھی صالح و سالم نہیں ہے اگرچہ اس طریق کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں[10] لیکن امام ابن الجوزیؒ اس طریق کے ایک راوی موسیٰ بن داؤد کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ "مجہول" ہے[11]۔

طریق یازدھم[12] اس لیے مستند نہیں ہے کہ اس کے ایک راوی احمد بن الصلت حدیث گھڑتے تھے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا حضرت انس بن مالکؓ سے سماع ثابت نہیں ہے[13]۔

طریق دوازدھم: انا اسمٰعیل بن احمد..... قال نا محمد بن سلیمان بن ابی داؤد قال نا معان بن رفاعۃ قال نا عبد الوھاب بن بخت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم... الخ (ذکرہ ابن الجوزی[14])

---

[1] ساقۃ الخطیبؒ ج ۱ ص ۳۸۶ والعلل المتناھیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۰-۶۱۔
[2] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۳ ص ۲۲۱ [3] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۵۶ [4] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۳ ص ۲۲۲ [5] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۹ [6] العلل المتناھیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵
[7] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۷ والعلل المتناھیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۹ [8] العلل المتناھیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲ [9] الایضاح ج ۱ ص ۵۸ [10] المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص ۲۷۵ [11] العلل المتناھیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲ [12] العلل المتناھیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۰ [13] تبییض الصحیفۃ للسیوطی ص ۵ [14] العلل المتناھیۃ ج ۱ ص ۶۱

یہ روایت بھی ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اس طریق کے ایک راوی معان ابن رفاعہ کو یحیٰؒ نے "ضعیف" بتایا ہے اور ابن حبانؒ کا قول ہے کہ وہ چھوڑ دیئے جانے کا مستحق ہے۔ اس طریق کا ایک اور راوی محمد بن سلیمان ہے جس کے متعلق امام ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ لیکن محمد بن سلیمان کو ابوعوانہؒ اور مسلمہؒ نے "صدوق" کہہ کر اس کی توثیق کی ہے۔ امام نسائیؒ بھی فرماتے ہیں: "لاباس بہ" یعنی اس میں کوئی حرج نہیں ہے[1] لیکن امام ابن الجوزیؒ نے معان ابن رفاعہ کے متعلق یحیٰؒ اور ابن حبانؒ کے اقوال اور محمد بن سلیمان کے متعلق ابوحاتم رازیؒ کے قول کو اختیار کیا ہے[2]۔

طریق سیزدھم: انبانا اسمعیل ..... قال نا سلیمان بن سلمة ھو الخبائری قال حدثنا بقیة قال نا الاوزاعی عن اسحاق بن عبداللہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم..... الخ" (ذکرہ ابن الجوزیؒ[3])

یہ روایت بھی بھروسہ کے قابل نہیں ہے کیونکہ اس طریق کے ایک راوی سلیمان بن سلمۃ الخبائری کے متعلق ہیثمی نے لکھا ہے: "انہ متروک"[4] ابن جنید کا قول ہے: "کان یکذب"[5] ابن حبانؒ نے اس راوی کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے اور خطیب بغدادیؒ کا قول ہے: "والخبائری مشہور بالضعف"[6] اور امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ خبائری کے متعلق امام رازی کا یہ قول ہے کہ وہ "متروک الحدیث" ہے[7]۔

طریق چہاردھم: اخبرنا اسماعیل بن احمد ..... قال نا حسان بن سیاہ قال نا ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب العلم..... الخ" (ذکرہ ابن عبدالبرؒ والابن الجوزیؒ[8])

یہ طریق بھی ضعف سے پاک نہیں ہے چنانچہ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ: "اس میں حسان بن سیاہ راوی ہے جس کی "تضعیف" امام دارقطنیؒ نے فرمائی ہے"[9]۔

طریق پانزدھم: انبانا اسماعیل بن احمد ..... قال نا عمر بن سنان قال نا عبدالوھاب بن الضحاک قال نا ابن عیاش عن ابی سہل عن مسلم الملائی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ ج ۹ ص ۲۰۰ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ [2] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵ [3] ایضاً ج ۱ ص ۶۲ [4] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۸ ص ۱۸۳ و ج ۱ ص ۱۲۰ [5] سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ لناصر الدین الالبانی ج ۲ ص ۵۵ [6] ایضاً ج ۲ ص ۵۹ [7] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۱ [8] جامع بیان العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱ ص ۷ والعلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۵۹ [9] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵

طلب العلم ..... الخ" (ذکرہ ابن الجوزی)[۱]

یہ روایت بھی محدثین کے نزدیک ناقابل اعتماد ہے کیونکہ اس سلسلہ کے راوی مسلم الملائی کے متعلق فلاسؒ کا قول ہے: "منکر الحدیث جدا"[۲] یعنی بہت زیادہ منکر الحدیث ہے، اور یحییٰ کا قول ہے: "لاشئ" اس طریق کا ایک دوسرا راوی ابوسہل، جس کا نام بقول علامہ ابن الجوزیؒ حسام بن مصک ہے[۳] کے متعلق یحییٰ کا قول ہے: "لیس حدیثہ بشئ" یعنی اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے"۔ اس طریق کا تیسرا راوی عبدالوہاب بن الضحاک ہے جس کے متعلق ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں: "کان یکذب" اس طریق کا ایک چوتھا راوی ابن عیاش بھی مجروح ہے جس کی تفصیل مضمون کی ابتداء میں گزر چکی ہے۔

اس روایت کے مندرجہ بالا مجروح رواۃ کی تضعیف میں ائمہ جرح وتعدیل کے مذکورہ اقوال سے امام ابن الجوزیؒ نے بھی اتفاق کیا ہے[۳]

طریق شانزدھم: اخبرنا عبد الوهاب بن المبارك ..... قال نا الحسن بن مكرم قال نا ابو النضر قال نا مسلم بن سعيد الثقفي قال انا نافع قال نا ابو عمار عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "طلب العلم ..." (ذکرہ ابن الجوزیؒ)[۴]

یہ روایت بھی اعتماد کے قابل نہیں ہے کیونکہ ابن عدیؒ نے اس کے راوی سلیمان بن کران پر شدید قدح وجرح فرمائی ہے اور ابوحاتم رازیؒ نے اس کی "تضعیف" کی ہے۔ اس طریق کا ایک راوی مسلم بن سعید الثقفی ہے جس کا ترجمہ تلاش کے باوجود نہیں مل سکا ہے۔ ایک اور راوی ابوالنضر، جس کا نام ہاشم بن قاسم ہے جس سے حسن بن مکرم نے روایت کی ہے، خطیب کے نزدیک "ثقہ" ہے[۵] لیکن امام ابن الجوزی سلیمان بن کران پر ابن عدی وابوحاتم رازیؒ کی جرح سے اتفاق کرتے ہوئے ابوالنضر کو "مجہول" بتاتے ہیں[۶]

اب اس باب کی باقی ماندہ روایات کے تمام طرقِ اسناد اور اُن کے جُملہ رواۃ کا محدثین وائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک مرتبہ ومقام کا جائزہ بھی پیش ہے جو حضرات علی ابن ابی طالب، ابن مسعود، ابن عباس، ابوسعید الخدری، جابر اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث تین سلسلوں سے مروی ہے۔ اس کے ایک سلسلہ میں عبدالعزیز نام کا راوی ہے جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول ہے کہ وہ "متروک" ہے کیونکہ "اس نے اپنی تمام کتب جلا ڈالی تھیں اور اپنی یادداشت کے مطابق حدیثیں بیان کیا کرتا تھا لہٰذا شدید غلطیوں کا مرتکب ہوتا تھا"

---

[۱] ایضاح ج۱ ص۶۱-۶۲ [۲] ایضاح ج۱ ص۶۲ [۳] ایضاح ج۱ ص۶۵ [۴] ایضاح ج۱ ص۶۱
[۵] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج۱۴ ص۶۳ [۶] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج۱ ص۶۵

☆ جلبِ مصلحت کی نسبت مفاسد کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے ☆

علامہ ہیثمیؒ نے بھی اسے 'متروک' کہا ہے[1]۔ ابن معین کا قول ہے: "لیس بثقۃ" حافظ عراقی کا قول ہے کہ "عبدالعزیز متروک" ہے جیسا کہ اس کی تضعیف میں امام نسائیؒ وغیرہ سے منقول ہے اور امام بخاریؒ کا قول ہے: "لایکتب حدیثہ"[2] علامہ ذہبی نے اسے "غیر ثقہ" بتایا ہے[3]۔ امام دارقطنی کا قول ہے کہ وہ متروک ہے ابن حبان کا قول ہے "عبدالعزیز مشہور راویوں سے غلط حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اسے امام ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے[4]۔ اس سلسلہ کا دوسرا مجروح راوی خوارزمی ہے جس کے متعلق امام دارقطنی کا قول ہے کہ وہ 'متروک' ہے[5]۔ طبرانی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسین بن علی سے کسی نے روایت نہیں کی مگر اس اسناد کے ساتھ کہ جس میں سلیمان کا تفرد ہے[6]۔ امام ابن الجوزیؒ نے بھی خوارزمی کی تضعیف میں امام دارقطنی کا قول بیان کیا ہے[7]۔

یہ روایت ایک دوسرے سلسلہ سے آئی ہے لیکن وہ بھی کھرا نہیں ہے کیونکہ اس کا ایک راوی عیسیٰ بن عبداللہ تمام آفت کی بنیاد ہے۔ اس کے دادا کا نام محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہے۔ ابن حبانؒ کا قول ہے یعنی اپنے والد اور آباء سے 'عن' کے ساتھ موضوع چیزیں روایت کرتا ہے[8]۔ امام دارقطنی کا قول ہے: کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے اس کی ان احادیث کو جمع کیا ہے جو موضوع ہیں[9]۔ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ "ضعیف" ہے۔ اس کے ایک دوسرے راوی عباد بن یعقوب کے متعلق ابن حبانؒ کا قول ہے: "یروی المناکیر عن المشاهیر فاستحق الترك" یعنی مشاہیر سے منسوب کر کے مناکیر روایت کرتا ہے پس ترک کیے جانے کا مستحق ہے۔

حضرت علیؓ سے یہ روایت ایک تیسری سند سے بھی آئی ہے۔ یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "اس سلسلہ میں سمرقندی راوی ہے جو مناکیر بیان کرتا ہے" اور محمد ابن ایوب اور جعفر بن محمد دو ایسے راوی ہیں جن میں "غایت درجہ ضعف" ہے[10]۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی حدیث کا صرف ایک طریق ہے۔ لیکن وہ ناقابل اعتماد ہے کیونکہ اس طریق میں ایک راوی عثمان بن عبدالرحمٰن القرشی "ضعیف" ہے۔ امام ابن الجوزیؒ کا قول ہے کہ عثمان حجت نہیں ہے[11]۔ حافظ ابن حجرؒ نے عثمان کے ترجمہ میں درج کیا ہے: "عثمان صدوق ہے لیکن اکثر روایتیں ضعفاء اور مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے[12]۔ ابن معینؒ کا قول ہے: 'یکذب' ابن حبانؒ کا قول ہے کہ وہ قابل اعتماد افراد سے موضوع چیزیں روایت کرتا ہے پس اس سے استدلال جائز نہیں ہے[13]۔ ابن مدینی نے بھی اس کی بہت

---

[1] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۵۲-۵۳ [2] المحجۃ للحافظ العراقیؒ ج ۱ ص ۵۶ [3] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۶۳
[4] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۱۹۳ [5] العلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲
[6] المعجم الصغیر للطبرانیؒ ج ۱ ص ۹۲ واخرجہ الخطیب البغدادیؒ ج ۵ ص ۲۰۲ [7] العلل المتناہیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۲
[8] ابن حبان ج ۲ ص ۱۱۹ [9] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۲۹ [10] العلل المتناہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۲ [11] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۲ ص ۲۳۲ والعلل المتناہیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ [12] تقریب التہذیب للحافظ: ترجمہ عثمان بن عبدالرحمٰن۔ [13] مجروحین لابن حبانؒ ج ۲ ص ۹۸-۹۹۔

"تضعیف" کی ہے۔ ابن عدیؒ کا قول ہے: کہ وہ منکر ہے اور ثقات میں سے کوئی اس کی اتباع نہیں کرتا۔ امام بخاریؒ کا قول ہے: "سکتوا عنہ" عبدالحق نے درج کیا ہے کہ وہ "متروک" ہے[1] ہیثمیؒ نے بھی اسے "متروک" درج کیا ہے[2] علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ "عثمان بن عبدالرحمن القرشی، جو حماد بن ابی سلیمان سے روایت کرتا ہے، کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وہ "مجہول" ہے اور حماد کی حدیث قبول نہیں کی جاتی مگر وہ جسے اس سے قدماء (مثلاً شعبہؒ وسفیان ثوریؒ اور دستوائیؒ وغیرہ) نے روایت کی ہو، عثمان بن عبدالرحمن پر امام نسائیؒ وامام دارقطنیؒ نے "متروک" ہونے کا حکم لگایا ہے اور امام بخاریؒ سے بھی اس کا "ترک" کرنا منقول ہے[3] امام ابن الجوزیؒ اس کے ایک اور راوی ہزیل کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ "وہ غیر معروف ہے اور اس سے کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا۔"[4]

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بھی صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے۔ اس کے ایک راوی عبداللہ بن عبدالعزیز کے متعلق ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ "ضعیف" ہے، امام عقیلی کا قول ہے کہ: "أخطاء في السند والمتن وقلب اسم الراوي" یعنی سند ومتن میں بہت خطا کار ہے اور راوی کا نام بدل دیتا ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے کہ اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ امام عقیلیؒ کا ایک اور قول ہے: "له احاديث مناكير" ابن جنیدؒ کا قول ہے کہ ایک پیسہ کے برابر بھی نہیں ہے اور جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے[5] امام ابن الجوزی نے بھی عبداللہ بن عبدالعزیز کے متعلق ابن الجنید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: "لا يساوي فلساً"[6] ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ: "ضعيف جداً" یعنی وہ بہت زیادہ ضعیف ہے[7] اس طریق کے ایک دوسرے راوی عائذ بن ایوب کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ ابن ایوب "مجہول" ہے[8] لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ: عائذ بن ایوب پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اس کا تو وجود ہی نہیں ہے" البتہ ایوب بن عائذ رجال التہذیب میں سے ہے[9]

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے بھی یہ حدیث صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے اس کا ایک راوی عطیہ العوفی ہے جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ صدوق ہے لیکن کثرت کے ساتھ غلطیاں کرتا ہے اور وہ مدلس شیعیہ تھا[10] ائمہ محدثین نے اس کے "ضعف" کی صراحت کی ہے ان کے اقوال حافظ ابن حجر اور علامہ ذہبیؒ نے جمع کیے ہیں[11] علامہ ہیثمی کا قول ہے کہ عطیہ "ضعیف" ہے، علامہ سخاویؒ نے بھی اس کی "تضعیف"

---

[1] احکام الکبری للشیخ عبدالحقؒ ج ۲ ق ۱۳۸ [2] مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۲ ص ۲۶۹ [3] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۴۳ [4] العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۳ [5] اللسان المیزان للحافظ ابن حجرؒ ج ۳ ص ۳۱ [6] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۲ [7] مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۱ ص ۱۲۰ [8] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ [9] لسان المیزان لابن حجرؒ ج ۳ ص ۲۲۵-۲۲۶ [10] تقریب التہذیب للحافظ ابن حجرؒ: ترجمہ عطیہ العوفی [11] تہذیب التہذیب للحافظ ابن حجرؒ ومیزان الاعتدال للذہبیؒ: تراجم عطیہ العوفی۔

کی ہے۔امام ذہبیؒ کا قول ہے: "عطیہ واہٍ"[۱] امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ عطیہ کی "تضعیف" ابن عدیؒ، رازیؒ اور دارقطنیؒ نے کی ہے اور ابن حبانؒ کا قول ہے: "لا یحل کتب حدیثہ الا علی التعجب" یعنی اس کی حدیث لکھنا جائز نہیں ہے مگر صرف تعجب کے لیے[۲]

اگرچہ عطیہ العوفی کی بعض احادیث کی تحسین امام ترمذی نے کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ کی کسی حدیث کے بارے میں تصحیح یا تحسین کرنا حجت نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں آں رحمہ اللہ کچھ متساہل واقع ہوئے ہیں چنانچہ امام ذہبیؒ کا ایک مشہور قول ہے کہ علماء امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے[۳]

اس طریقِ اسناد میں ایک دوسرا مجروح راوی اسماعیل بن عمرو ہے جو امام دارقطنیؒ، رازیؒ، ابن عدی اور ابن الجوزیؒ کے نزدیک "ضعیف" ہے[۴]

حضرت جابرؓ کی حدیث بھی صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے[۵] یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "اس طریق میں محمد بن عبدالملک ہے جس کا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں اور عباس بن ولید راوی "مطعون" ہے"[۶]

حضرت ابن عمرؓ سے جو حدیث بیان کی جاتی ہے وہ چار طرق سے وارد ہوئی ہے اس کے ایک طریق میں ابوالبختری ہے جس کا نام وہب ابن وہب المدنی القاضی ہے۔اس کے متعلق ابن معینؒ کا قول ہے کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا تھا۔امام احمد کا قول ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔امام ابن الجوزیؒ نے مقدمہ "موضوعات" میں اس کا شمار بڑے واضعین حدیث میں کیا ہے[۷] اس طریق کا دوسرا راوی محمد ابن ابی حمید ہے جس کے متعلق امام ابن الجوزیؒ یحییٰ کا قول نقل کرتے ہیں: "لیس بشیٔ" اور ابن حبانؒ کا قول ہے کہ وہ حجت نہیں ہے[۸] محمد ابن ابی حمید کو ذہبیؒ نے بھی "ضعیف" بتایا ہے۔امام بخاریؒ نے اس پر "منکر الحدیث" ہونے کا حکم لگایا ہے۔امام نسائیؒ کا قول ہے کہ ثقہ نہیں ہے۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا قول ہے: اس کی حدیث سے کوئی استشہاد نہیں کیا ہے[۹] حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا قول ہے کہ محمد بن ابی حمید "متروک" ہے۔ایک اور مقام پر کہا ہے کہ وہ "ضعیف الحدیث" اور "سیٔ الحفظ" ہے[۱۰] امام عقیلیؒ نے اسے "ضعفاء" میں شمار کیا ہے[۱۱]

اس کا دوسرا طریقِ اسناد بھی قوی نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک راوی لیث بن ابو سلیم ہے جو "ضعیف"

---

۱ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۵ ۲ العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵-۶۶
۳ مقالات الکوثری ص ۳۱۱ ۴ العلل المتناہیہ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۶۵-۶۶ ۵ ایضاً ج ۱ ص ۵۷
۶ ایضاً ج ۱ ص ۶۴ ۷ کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۴۷ ۸ العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ ۹ تدریب الراوی ۱۰ المطالب العالیہ ۱۱ الضعفاء للعقیلیؒ ج ۷ ص ۴۲۔

ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کے ترجمہ میں درج کیا ہے: "صدوق اختلط اخیراً ولم یتمیز فترک" یعنی صدوق ہے، آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہوا اور تمیز نہ کرپاتا تھا پس ترک کردیا گیا[1]۔ علامہ ہیثمیؒ نے بھی اس کے "ضعف" کی یہی علت بیان کی ہے[2]۔ حافظ عراقیؒ کا یہ قول ہے: اسنادہ لین یعنی اس کی سند نرم ہے[3]۔ ابن ابی حاتمؒ کا قول ہے کہ "عیسی بن یونس روایت کرتے ہیں: "میں نے اسے دیکھا ہے وہ اختلاط کا شکار تھا[4]۔ امام ابن الجوزیؒ نے بھی کتاب "الموضوعات" میں اس کے "ضعف" کو بیان کیا ہے[5]۔ ابن عدیؒ کا قول ہے "وتفرد بہ موسی عن لیث" یعنی موسیٰ کا لیث سے روایت میں تفرد ہے۔ لیث کو امام احمد وغیرہ نے ترک کیا ہے اگرچہ ابن معینؒ نے اس کے متعلق "لا بأس بہ" کہا ہے[6]۔ لیکن اس کے ضعف کے لیے اس کا اختلاط کرنا ہی کافی ہے۔ ابن حبان نے بھی اسے "ضعیف" شمار کیا ہے[7]۔ ابن عدیؒ کا ایک اور قول ہے کہ عموماً اس کی حدیث غیر محفوظ ہوتی ہے۔ امام دارقطنیؒ کا قول ہے: "غایۃ فی الضعف" یعنی حد درجہ ضعف ہے۔ ابن خراشؒ کا قول ہے: "ھو متروک یضع الحدیث"، یعنی وہ متروک ہے اور حدیث گھڑا کرتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ[8] اور علامہ ابن عراقؒ[9] نے بھی اس کی "تضعیف" سے اتفاق کیا ہے۔ امام ابن الجوزیؒ کا قول ہے کہ: لیث بن ابی سلیم کے متعلق ابوزرعہؒ کا قول ہے: "لا اشتغل بہ" اور ابن حبانؒ کا قول ہے: آخر عمر میں وہ اختلاط کا شکار ہوگیا تھا، اسانید از خود گھڑ لیا کرتا تھا اور مراسیل کو مرفوع کردیتا تھا۔ اس کو ابن مہدی و یحییٰ و احمدؒ نے ترک کیا ہے[10]۔ علامہ محمد ناصر الدین البانی نے بھی ابن حبان کے اس قول کو نقل کیا ہے[11]۔

لیث بن ابو سلیم کے علاوہ اس طریق میں روح بن عبد الواحد بھی ہے جس سے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد امام عقیلیؒ فرماتے ہیں: "لا یتابع علیہ" یعنی کوئی اس کا معاون نہیں ہے اور ابو حاتمؒ کا قول ہے: "لیس بالمتین روی احادیث متناقضۃ" یعنی وہ قوی نہیں ہے متضاد احادیث روایت کرتا ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن عدیؒ نے خلید بن دعلج کے ترجمہ[12] میں اس کی احادیث پر تعقب کیا ہے[13]۔

اس کا تیسرا طریق سند بھی صحیح نہیں ہے امام ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس میں محمد بن عبد الملک ہے جس کے متعلق امام احمدؒ کا قول ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے وہ حدیث گھڑا کرتا اور جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ ابن حبانؒ کا قول ہے:

---

[1] تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ: ترجمہ لیث بن ابی سلیم [2] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۳۲ [3] تخریج الاحیاء لابن عراق ج ۱ ص ۱۲۳ [4] ابی حاتم ج ۳ ص ۲/۱۷۸ [5] موضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۲۵۰ والعلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ [6] اللآلی للسیوطیؒ ج ۱ ص ۱۰۱-۱۰۲ ومیزان الاعتدال للذہبی والتہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ [7] کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۵۷ و ج ۲ ص ۲۳۱ [8] اللآلی للسیوطیؒ ج ۲ ص ۲۵۰ [9] تخریج الاحیاء لابن عراقؒ ج ۱ ص ۲/۳۹۲ [10] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶۳ [11] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۳۶-۲۳۷ [12] ابن عدی ج ۲ ص ۱۲۰ [13] اللسان المیزان لابن حجرؒ ج ۲ ص ۴۶۶

"اس کا ذکر کتابوں میں کرنا جائز نہیں ہے مگر صرف اس پر جرح وقدح کے لیے"۔[1]

اس روایت کے چوتھے طریق پر بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے ایک راوی احمد بن ابراہیم بن موسیٰ کے متعلق امام ابن الجوزیؒ ابن حبان کا قول نقل فرماتے ہیں: "یروی عن مالک مالم یحدث بہ قط" یعنی وہ امام مالک سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو انھوں نے بیان نہیں کی ہیں اور فرمایا "کہ اس حدیث کی نہ ابن عمر کی حدیث سے، نہ نافع کی حدیث سے اور نہ ہی مالک کی حدیث سے کوئی اصل ہے"۔[2]

اس روایت کے ایک دوسرے راوی مہناؒ کے متعلق امام دارقطنیؒ کا قول ہے: "میں نے مہناؒ کا احتساب کیا ہے اس میں وہم پایا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ مالک موسیٰ بن ابراہیم المروزی سے روایت کرتا ہے پھر اسی روایت کو بطریق موسیٰ بھی روایت کرتا ہے"۔ خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: "محمد بن بیان جس نے مہنا سے اور اس نے موسیٰ بن ابراہیم سے روایت کی ہے اس نے اسی طرح مالک سے بھی روایت کی ہے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ: "لایثبت شیء من القولین معًا" یعنی ان دونوں اقوال میں سے اس سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا"۔[3]

اختتام پر اس باب کی جملہ احادیث کی تصحیح وتضعیف میں کبار محدثین وعلمائے نقد وجرح ومحققین کے جو مختلف اقوال وآرا، ذخیرہ کتب میں ملتی ہیں ان میں سے چند یہاں پیش کی جاتی ہیں:

عراقی کا قول ہے کہ: "قد صح بعض الائمہ بعض طرقہ" یعنی بعض ائمہ نے اس کے بعض طرق کی تصحیح کی ہے۔[4] علامہ مزیؒ کا قول ہے: "ان طرقہ تبلغ بہ رتبۃ الحسن" یعنی اس روایت کے طرق حسن کے رتبہ تک پہنچتے ہیں۔ امام بیہقیؒ کا قول ہے: "متنہ مشہور واسنادہ ضعیف وقد روی من اوجہ کلہا ضعیف" یعنی اس کا متن مشہور لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کا مشہور قول ہے: "لایثبت عندنا فی ھٰذا الباب شیء" یعنی ہمارے نزدیک اس باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک قول ابن راہویہؒ سے بھی منقول ہے۔ ابوعلی نیشاپوریؒ کا قول ہے: "انہ لم یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ اسناد" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی کوئی سند صحیح نہیں ہے۔ ابن الصلاح نے بھی اس بارے میں اسی رائے کی اتباع کی ہے۔ علامہ ابوالحسن علی بن محمد عراق الکنانی اور علامہ سخاویؒ نے ان تمام اقوال کو اپنی تصانیف میں ترجیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔[5]

امام ابن الجوزیؒ نے "العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ" میں اس روایت کے اکثر طرقِ اسناد جمع کرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک کو فن اسماء الرجال کی کسوٹی پر پرکھا اور ان تمام روایات کی قلعی کھول کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ۔ اختتام پر آں رحمہ اللہ ان تمام روایات کے متعلق فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں: "ھٰذہ الاحادیث کلہا لایثبت" یعنی یہ تمام احادیث ثابت نہیں ہیں۔[6] آں رحمہ اللہ نے اس بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ مشہور قول نقل فرما کر بحث کا خاتمہ فرمایا ہے: "لایثبت عندنا فی ھٰذا الباب شیء"[7] جو اپنی جگہ ایک سند اور حتمی فیصلہ کا مقام رکھتا ہے۔

---

[1] ایضاً ج۱ ص۶۳ [2] العلل المتناہیہ لابن الجوزی ج۱ ص۶۳ [3] اللسان المیزان لحافظ ابن حجر عسقلانی ج۱ ص۱۳۲ [4] تخریج الاحیاء لابن عراقؒ [5] تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ لابن عراق ج۱ ص۲۵۸ طبع مطبعۃ العاطف ۱۳۷۵ھ والمقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص۲۷۵۔ [6] العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ لابن الجوزیؒ ج۱ ص۶۲
[7] ایضاً ج۱ ص۶۶